از شیخ الاسلام مولانا محمد سرفراز خان صفدر

انکارِ حدیث کا عظیم فتنہ

مذہبی لحاظ سے سطحِ ارض پر اگرچہ بے شمار فتنے رونما ہو چکے ہیں اب بھی موجود ہیں اور تا قیامت باقی رہیں گے لیکن فتنۂ انکارِ حدیث اپنی نوعیت کا واحد فتنہ ہے۔ باقی فتنوں سے تو شجرِ اسلام کے برگ و بار کو ہی نقصان پہنچتا ہے لیکن اس فتنہ سے شجرِ اسلام کی جڑیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں اور اسلام کا کوئی بدیہی سے بدیہی مسئلہ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

اس عظیم فتنہ کے دست برد سے عقائد و اعمال، اخلاق و معاملات، معیشت و معاشرت اور دنیا و آخرت کا کوئی اہم مسئلہ بھی محفوظ نہیں رہ سکتا حتیٰ کہ قرآن کریم کی تفسیر اور تشریح بھی کچھ کی کچھ ہو کر رہ گئی ہے اور اس فتنہ نے اسلام کی بساط کو ہی اُلٹ کر رکھ دی ہے جس سے اسلام کا نقشہ ہی بدل چکا ہے، سچ کہا ہے ؎

ستم کیشی کو تیری کوئی پہنچا ہے نہ پہنچے گا
اگرچہ ہو چکے ہیں تجھ سے پہلے فتنہ گر لاکھوں

نزولِ وحی کے زمانہ سے لے کر تقریباً پہلی صدی تک صحیح احادیث کو بغیر کسی تفصیل کے متفقہ طور پر حجت سمجھا جاتا تھا اور حسبِ مراتب عقائد و اعمال اور اخلاق و معاملات وغیرہا میں قرآن کریم کے بعد احادیث صحیحہ سے بلا چون و چرا استدلال و احتجاج درست سمجھا جاتا اور احادیث کو دینی حیثیت سے پیش کیا جاتا تھا حتیٰ کہ بعض فتنہ گر اور خواہش زدہ فرقے ظاہر ہوئے جن میں پیش پیش معتزلہ تھے جن کا پیشوا اول واصل بن عطاء، المتولد سنہ ۸۰ھ تھا ان کے نزدیک دلائل و براہین کی مد میں ایک سب سے بڑا معیار و مقیاس عقل بھی ہے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے راحتِ قبر و عذابِ قبر، حشر نشر کے بعض حقائق، رؤیتِ باری تعالیٰ، شفاعت، صراط و میزان اور جنت و دوزخ وغیرہ وغیرہ کے بہت سے حقائق ثابتہ اور کیفیات کو اپنی عقلِ نارسا کی زنجیروں میں جکڑ کر اپنی خام عقل کی ترازو سے تولنا چاہا اور راہِ راست سے بھٹک کر ورطۂ ضلالت میں اوندھے منہ گر پڑے اور اس سلسلہ میں وارد شدہ تمام احادیث کو ناقابلِ اعتبار قرار دے کر ان سے گلو خلاصی کی ناکام اور بے جا سعی کی اور جن کا آسانی سے انکار نہ کر سکے ان کی نہایت ہی لچر اور رکیک تاویلات شروع کر دیں تا آنکہ بعض قرآنی حقائق اور نصوص قطعیہ بھی ان کی دور از کار اور لاطائل تاویلات سے محفوظ نہ رہ سکے جو بزبانِ حال ان کی اس تحریف کی وجہ سے اُن پر لعنت کا تحفہ بھیجتے ہیں

معتزلہ اور ان کے ہم خیالوں کے علاوہ باقی سب اسلامی (یا منسوب بہ اسلام) فرقے صحیح احادیث کو برابر حجت تسلیم کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ مشہور محدث حافظ ابن حزمؒ (المتوفی ۴۵۶ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ اہلِ سنت، خوارج، شیعہ اور قدریہ تمام فرقے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کو جو ثقہ راویوں سے منقول ہوں برابر حجت تسلیم کرتے رہے، یہاں تک کہ پہلی صدی کے بعد متکلمین معتزلہ آئے اور انہوں نے اس اجماع کے خلاف کیا (الاحکام ج ۱ ص ۱۱۴ لابن حزمؒ) اس کے بعد یہ مہلک فتنہ رفتہ رفتہ اپنا نطاق اور حلقہ وسیع کرتا چلا گیا اور بہت سے بندگانِ خواہشات و اہواء اس فتنہ کے دامِ ہم رنگ زمین میں اُلجھ کر رہ گئے اور اپنی عاقبت برباد کر دی۔ نعوذ باللہ من سوء العاقبۃ

کتابی شکل میں اس فتنہ کی خبر سب سے پہلے مقتدائے اہلسنت حضرت امام شافعیؒ (المتوفی ۲۰۴ھ) نے اپنے رسالہ اصولِ فقہ میں لی ہے جو ان کی مشہور کتاب الاُم کی ساتویں جلد کے ساتھ منضم اور بہت مفید اور مدلل رسالہ ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ (المتوفی ۲۴۱ھ) نے بھی

اطاعت رسول کے اثبات میں ایک مستقل کتاب لکھی اور قرآن وحدیث سے مخالفین کی خوب معقول تردید کی ہے جس کا کچھ حصہ حافظ ابن القیمؒ (المتوفی ۷۵۱ھ) نے اپنی تالیف اعلام الموقعین (جلد ۲ صـ۲۱۱) میں نقل کیا ہے۔

علماء اہل مغرب میں سے شیخ الاسلام ابوعمر ابن عبدالبرؒ (المتوفی ۴۶۳ھ) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب جامع بیان العلم وفضلہ میں اس فرقے کے بعض باطل اور حیاسوز نظریات کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیری ہیں۔ ایسے ہی بعض بدباطن اور زائغین سے امام حاکمؒ (المتوفی ۴۰۵ھ) کو بھی سابقہ پڑا تھا جن کی شکایت انہوں نے مستدرک ج ۱ صـ۳ میں کی ہے کہ وہ رواتِ حدیث پر سب وشتم کرتے اور ان کو موردِ طعن قرار دیتے ہیں اور علامہ ابن حزمؒ نے الاحکام میں اس باطل گروہ کے کاسد خیالات کے بخئیے ادھیڑے ہیں اور ٹھوس عقلی اور نقلی دلائل سے ان کا خوب رد کیا ہے اور امام غزالیؒ (المتوفی ۵۰۵ھ) نے اپنی معروف تصنیف "المستصفیٰ" میں اس گمراہ طائفہ کے مزعوم دلائل کے تاروپود بکھیر کر رکھ دیے اور عقلی دلائل کے بے پناہ سیلاب میں اس گمراہ کن ٹولے کے خود ساختہ براہین کو خس وخاشاک کی طرح بہا دیا ہے۔ حافظ محمد بن ابراہیم وزیر یمانیؒ (المتوفی ۸۴۰ھ) نے اس حزب باطل کی تردید میں اپنی انوکھی تالیف الروض الباسم میں کافی وزنی اور ٹھوس دلائل پیش کیے ہیں اور حضرت امام سیوطیؒ (المتوفی ۹۱۱ھ) نے بھی اس ناپاک فرقہ کی مفتاح الجنۃ فی الاحتجاج بالسنۃ میں خوب تردید کی ہے اور دین قویم کی حفاظت کا حق ادا کیا ہے۔ ان کے علاوہ بھی متعدد علمائے حق نے حدیث کے حجت ہونے اور نہ ہونے کے مثبت اور منفی پہلو پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اس باطل اور گمراہ کن نظریہ کی کہ "حدیث حجت نہیں ہے"! اچھی خاصی تردید کی ہے اور معقول ومبنی برانصاف دلائل کے ساتھ حق اور اہل حق کی طرف سے مدافعت کی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر دور میں باطل کے مقابلہ میں حق تعالیٰ نے کچھ ایسے نفوس قدسیہ پیدا کیے ہیں جن کی علمی وعملی، اخلاقی وروحانی زندگی حق پسند لوگوں کے لیے مشعل راہ اور مخالفین کے باطل خیالات کے لیے سدِ سکندری بنتی رہی ہے جن کے قلموں اور زبانوں نے تلواروں اور نیزوں کی طرح باطل پرستوں کے پیش کردہ دلائل کو مجروح کر کے رکھ دیا ہے اور قبائے باطل کے ایسے بخئیے ادھیڑے ہیں کہ تمام "رفوگر" مل کر بھی ان کو جوڑنے سے رہے۔ سچ ہے لِکُلِّ فِرعَونٍ مُوسیٰ علامہ اقبال کی زبان سے ؎

شعلہ بن کے پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو
خوفِ باطل کیا کہ ہے غارت گرِ باطل بھی تو

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بصرہ میں ایک جگہ آگ لگ گئی۔ تمام مکانات جل گئے لیکن ان مکانات کے بیچ میں ایک جھونپڑی بچ گئی۔ اُس زمانہ میں بصرہ کے حاکم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے اس کی تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ اس جھونپڑی میں ایک تارک الدنیا صاحب رہتے ہیں جنہوں نے اللہ سے یہ دعا مانگی تھی کہ ان کی جھونپڑی کو کبھی آگ نہ لگے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی یہ جگہ محفوظ رہ گئی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا بے شک میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بسا اوقات ایک مفلوک الحال شخص خدا کی قسم کھا جاتا ہے تو اللہ اس کو پورا کر دیتا ہے۔

★ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جو زیادہ پائیدار اور مستقل ہو خواہ تھوڑا سا ہو۔